ترتیب کار،
یوسف جلیل

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۹۵۷

سالانہ چندہ پانچ روپے

ماہنامہ المشیر راولپنڈی

جلد نمبر ۱۲ بابت ماہ جولائی و اگست ۱۹۷۰ء : شمارہ ۸-۷

مدیر :- یوسف جلیل

پروفیسر یوسف جلیل نے فیروز سنز لمیٹڈ پریس سے چھپوا کر ۲۸ اسٹڈی سنٹر سیف اللہ لودھی روڈ راولپنڈی سے شائع کیا۔

فہرست مضامین

المشیر

مدیر: پروفیسر یوسف جلیل

ادارتی دفتر: یوسف جلیل گارڈن کالج راولپنڈی (مغربی پاکستان)

سرپرستی: کرسچن سٹڈی سنٹر سیف اللہ لودھی روڈ راولپنڈی (مغربی پاکستان)

مجلسِ ادارت

ادارتی زوایئے نگاہ: اس مجلہ میں شائع ہونے والے مضامین بالخصوص تعلیم، واقفیت کی نظر سے لکھے جائیں گے موضوعات سٹڈی سنٹر کے زاویہ نگاہ کے مطابق ہوا کریں گے بہر کیف عالمی کلیسا کے مخابرات، کتابوں کے تبصرے اردو اخبارات سے تراشے اور پاکستانی کلیساء کی خبروں کے چھپنے کا امکان ہوا کرے گا۔

۲۔ مضامین اردو انگریزی دونوں زبانوں میں ہوا کرینگے۔

۳۔ مضامین تمام مسیحی کلیسا ؤں کے لکھے پڑھے لوگوں کے لیے ہوا کریں گے اور پاکستانی ثقافت اور دینی واقفیت کے آئینہ دار ہوا کریں گے اس لیے مناظرانہ متعصبانہ اور مبالغانہ مضامین کی اشاعت سے ہمیشہ گریز کیا جائیگا لیکن ہر قسم کے عالمانہ اور دینی واقفیت میں اضافہ کرنیوالے مضامین کا خیر مقدم ہوا کرے گا خواہ وہ کسی بھی زاویہ نگاہ کے ماتحت لکھے گئے ہوں۔

۴۔ مضامین اپنے معیار اپنی مناسبت اور جامعیت کی رُو سے اشاعت کے لیے قابل قبول ہُوا کریں گے مضمون نگار کے مذہبی عقائد مضامین کی مقبولیت میں کبھی مانع نہ ہوں گے۔

۵۔ شائع شدہ مضامین میں پیش کردہ زوایائے نگاہ مضمون نگاروں کے ہوا کرینگے سٹڈی سنٹر اور مجلس کے ادارہ کے نہیں

بدلِ اشتراک: یہ مجلہ سٹڈی سنٹر کے تمام ارکان کو مفت بھیجا جایا کرے گا اور اصحاب جو سٹڈی سنٹر کے رکن نہیں ہوں گے ان سے مندرجہ ذیل شرح کے مطابق سالانہ چندہ لیا جائے گا، تمام چندے ریورنڈ بائیرن ایل ہینیر ۱۲۸ سیف اللہ لودھی روڈ کو بھیجے جائیں۔

پاکستان ۵ روپے سالانہ، طلباء سے تین روپے سالانہ، بیرونی ممالک ۲/۵۰ ڈالر یا ایک پونڈ

شعلہ و شبنم

المسیح نے کہا "دنیا کا نور میں ہوں، جو میری پیروی کرے گا وہ اندھیرے میں نہ چلے گا"، اس نے اپنے شاگردوں اور تمام سچے مسیحیوں سے کہا، "تم دنیا کا نور ہو"۔ اگر المسیح نور ہے تو تمام سچے اور حقیقی مسیحی بھی نور ہیں۔ نور کی خاصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ خود روشن ہوتا ہے اور دوسری تاریک چیزوں کو روشن کرتا ہے، نور اپنے آپ کو ہر وقت خالی کرتا رہتا ہے، تاہم اس کی ذاتی روشنی اور تابانی میں کوئی کمی رونما نہیں ہوتی، چنانچہ آفتاب اپنی ذات میں روشن و تاباں ہے اور تمام اشیاء کو منور و درخشاں اور اپنے آپ کو ہر وقت خالی کرتا رہتا ہے۔ بایں ہمہ اس کی چمک، گرمی اور روشنی میں ظاہر طور پر کوئی کمی نمودار نہیں ہوتی۔ آفتاب صداقت یعنی المسیح اپنی ذات میں روشنی و تابانی، خوبصورتی، نیکی اور سچائی و راستبازی رکھتا ہے، اور ہر آن تمام اشیاء حتٰی کہ شمس و قمر کو منور، بدنما اور بدصورت مادے کو حسین و جمیل، نازیبا کو زیبا، بدکاروں کو نیک اور ناراستبازوں کو راستباز بناتا رہتا ہے، اس نے اپنے آپ کو خالی کر دیا، یہاں تک کہ اس نے صلیبی موت گوارا کی، تو بھی اس کی روشنی و تابانی میں کوئی کمی واقع ہوئی، نہ اس کے جمال و جلال میں کوئی فرق پڑا اور نہ اس کی نیکی و راستبازی میں انحطاط ظاہر ہوا۔

تمام مسیحی ایمان دار المسیح کے نور ہونے کے باعث نور ہیں، جب وہ نور کے سرچشمہ کے نزدیک آ کر اپنی باطنی آنکھیں کھولتے ہیں، تو حقیقی نور ان کی باطنی آنکھوں میں اتر کر تمام جسم میں سرایت کر جاتا ہے۔ اس لیے وہ اپنی ذات میں روشن و منور ہو کر دوسرے آدمیوں کی تاریک راہوں کی مشعل بن جاتے ہیں اور اپنے آپ کو دنیاوی چیزوں کی محبت سے خالی جسمانی و نفسانی رغبتوں سے محروم اور بدنی تقاضوں سے عاری کرتے ہیں۔

اگر مسیحی لوگ زندگی کی تمام شاہراہوں کو روشن نہیں کرتے تو وہ نور نہیں، کیونکہ نور کا خاصہ یہی ہے کہ وہ چمکے اور تاریک ماحول کو منور، مکدر فضا کو خوشگوار اور بدنما و بدزیب گرد و نواح کو خوبصورت بنائے لیکن یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ وہ اپنے آپ کو المسیح کی طرح خالی کریں، کوئی مسیحی اگر قربانی و ایثار سے دریغ کرتا ہے تو وہ مسیحی کہلانے کا مستحق نہیں حقیقی مسیحی کوئی چیز لے کر نہیں، بلکہ کچھ دے کر خوش ہوتا ہے، اور دوسروں کی فکر کرتا ہے معاشرے کی تمام قباحتوں کو دور کرنے کی کوشش کرتا ہے، سیاسیات کی تمام الجھنوں کو دور کرتا اور معاشی الجھاؤ کو سلجھاتا ہے، وہ محب وطن اور مفید اور کارآمد شہری ہوتا ہے، انصاف و محبت کا

پیکر اور ایثار و وفا کا شاہکار ہوتا ہے ۔ پاکستانی کلیسا جب تک قربانی کرنا، دوسروں کی فکر کرنا اور دینا نہیں سیکھے گی، اس وقت تک مضبوط مستحکم نہیں ہو سکے گی ۔

●

پھر بہار آئی ہواؤں کو گل افشاں کر دیں
ساغر و حسن و گل و نغمہ کو رقصاں کر دیں،
سوز و ساز دل بے تاب کو ارزاں کر دیں
ایک شعلے سے جہاں بھر میں چراغاں کر دیں
راحت و راح و ریاحین کے صنم خانے میں
مے و مستی و مسیحائی کو ارزاں کر دیں
عظمت فقر کے رخشندہ جمالوں کی قسم
ذرے ذرے کو حریف مہ تاباں کر دیں
نرگس و زہرہ و مہتاب کو حیراں کر دیں
باغ میں ساغر گل پوش کو رقصاں کر دیں

غزل

عشق عیسیٰ ہے ملامت ہی سہی ، ہم کو دنیا سے بغاوت ہی سہی

ہم تو ہیں ان کی محبت کے اسیر گو انہیں ہم سے عداوت ہی سہی

جز مسیحا نہیں بخشش ممکن لاکھ اے شیخ ریاضت ہی سہی

یہ بھی اک شان لبشریت ہے دشمنوں پر بھی عنایت ہی سہی ،

ہم نہ چھوڑیں گے تمہارا دامن اور قیامت میں قیامت ہی سہی ،

کوئی قمریاں سا گناہ گار نہیں ،

مانا بخشش تیری عادت ہی سہی

عبرانیوں ۱۱:۱۰ ، افسیوں ۲:۱۹

عالمگیر علم الٰہیات Ecumenical Theology

اپنی مشترکہ زیارت کا خاکہ تیار کرنا

مجھے جو موضوع دیا گیا ہے وہ عبرانیوں کے مشہور باب یعنی گیارھویں باب اور اس کی پہلی آیت میں سے ہے۔ ان قدیم مقدسوں میں بہت سے حقیقی زائرین ہیں جو خدا کے شہر کی دلی تمنا رکھتے ہیں۔ خط کا پہلا حصہ یہ بیان کرتا ہے کہ مسیح نئے عہد کا سردار کاہن ہے جو ہماری شفاعت کرتا ہے، یہ باب ہمارا جواب طلب کرتا ہے اور جب خدا انکشاف کرتا ہے تو انسان کا اگلا درست جواب ایمان ہے۔

بائبل کے دو مدار ہیں۔ الٰہی انکشاف اور انسانی ایمان۔

ایمان ایک سکونیاتی حقیقت نہیں، ایمان ہم میں یقین اور حرکت پیدا کرتا ہے، امید کو جنبش دیتا اور ان حقائق کے متعلق ہمیں یقین دلاتا ہے جنہیں ہم نہیں دیکھ سکتے (عبرانیوں ۱۱:۱ - N.E.B)

ایمان ہمیں مکہ روم، استنبول وٹن برگ یا جینوا کے لیے نہیں بلکہ نئے یروشلم شہر کا زائر بناتا ہے، جس کا معمار اور بنانے والا خدا ہے (آیت ۱۰)

لیکن زیارت کے لیے ہمیں نقشہ کی ضرورت ہے۔ نظم اوقات اور رہنمائی کی ضرورت ہے، ایسا نہ ہو کہ ہم بھٹک جائیں۔ مسیح روح کے وسیلے سے ہمارا رہنما ہے، ضرور ہے کہ نقشہ تیار ہو جائے آج کی شام کے لیکچر میں میں آپ کی خدمت میں نقشہ کا خاکہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔

نقشہ کی تیاری کو عموماً علم الٰہیات کا نام دیا جاتا ہے، عالمگیر تحریک کے لیے نقشہ تیار کرنے کو ہم شاید عالم گیر علم الٰہیات کا نام دے سکیں، اگر ہم تمام اختلافات اور بدعتوں کے لئے علم الٰہیات پر الزام لگائیں تو ہمیں اس مضمون کی تحقیر نہیں کرنی چاہیے، بلکہ مضمون کی گہرائیوں تک اس عالم گیر مسئلہ کو سلجھانا چاہیے، علم الٰہی کے مختلف نقشے اور خیالات کے مختلف نمونے ہمیں برگشتہ کرتے ہیں۔

زیارت کی منزل مقصود بھی وہی ہے لیکن ہم الگ الگ درجوں میں سفر کرتے ہیں۔ اس دعائیہ ہفتے کے بعد ہم اپنے آرام کے گوشہ میں چلے جائیں گے، لیکن عالم گیر علم الٰہی کیا ہے، کم سے کم اس قسم کے تین مختلف علم الٰہیات ہیں، اس قسم کے آدمیوں کے علم الٰہی کو ہم شاید کرل بارتھ برکو دریا لونگ کے نام سے موسوم کریں، کیونکہ ان مصنفوں کے پڑھنے والے ہر کلیسیا میں پائے جاتے ہیں۔

وہ ماخذوں پر واپس جانے کی کوشش کرتے ہیں اور عقل و دانش کے پل باندھتے ہیں، کلیسیائی تاریخ کے میدان میں ضرور ہے، کہ میں مسٹر

SCOTT LATOURETTE کی جامع اور بے لاگ مشنوں کی تاریخ کا ذکر کر دوں۔ عالمگیر الٰہیات کی ایک جماعت جو عالم گیر تحریک میں جان ڈالتی ہے وہ ایک دوسری قسم کو پیش کرتی ہے۔ وہ تمام عالم گیر مسائل پر غور و غوص کر کے بذریعہ اپنے کام عالم گیر تحریک سے گہرے طور پر وابستہ ہے، میں ان افراد کا ذکر کرنا چاہتا ہوں، Paul Minear, Aneo Bigin, H.J I margull, Cardinal Bervlaert Hooft DR D.T Niles & Maurice Villain W. Schweitzer, H Kraemer, J. Blauw, J.C Hoekend ijk

تیسری قسم جو پورے طور پر دوسری سے جدا نہیں اور یقیناً اس سے کامل اتفاق بھی ظاہر نہیں کرتی وہ یہ علم الٰہی ہے جو کہ کچھ فاصلہ پر ایک ایسا نظام تلاش کرنے کی کوشش کرتی ہے جو کہ شاید World Council کی مطبوعات میں ایک بااصول اور باقاعدہ علم الٰہی ہو میں تیسری جماعت میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔

عالم گیر علم الٰہیات کا ایک دوسرا گروہ ہے جن کا خاص کام ہے کہ وہ عالمگیر تحریک میں حرکت پیدا کریں وہ سب کے سب اتحاد و بشارتی کام اور خدمت پر غور کرتے ہیں، تاکہ مشکلات دُور ہو جائیں، اور مسیحی مل کر دُنیا میں مسیح کی گواہی دیں نمونے کے طور پر ہم صرف مندرجہ ذیل نام آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے ہیں، ڈاکٹر ڈاکٹر وسرٹ ہوفٹ جو World Council کے سابقہ سیکریٹری ہیں بشپ نیوبیگن جو بشارتی محکمہ کے سیکریٹری تھے اور آج کل پھر جنوبی ہند میں خدمت کرتے ہیں، لازمی ہے کہ ہم ان کا کے D.T Niles ڈی۔ٹی نائیلز اور بھارت کے ایم۔ایم ٹامس کے نام بھی پیش کر دیں۔

جو کچھ میرے دل میں ہے وہ ہے سوچ و بچار کے نکات کا بیان، اور ہمارے نقشہ زیارت پرسنگ میل اور نخلستان۔

افسیوں ۴ باب کو پڑھتے ہوئے ہمیں سوچ و بچار کے سات ایسے نکات ملتے ہیں ہم سات دفعہ لفظ ایک ایک سنتے ہیں۔

ایک خدا اور سب کا خدا۔

تمام کلیسائیں (سوائے ایک چھوٹے گروہ UNITARIAN کے خدا کی توحید پر ایمان رکھتی ہیں جس طرح اس نے اپنی محبت باپ بیٹے اور روح القدس میں ظاہر کی، شاید ان باتوں کے زور دینے پر اختلافات ہوں، کچھ تخلیق میں خدا کے کام پر زیادہ زور دیتے ہیں (فطری علم الٰہی) کچھ روح القدس کے نام پر زیادہ زور دیتے ہیں (پنتکست کے لوگ) کچھ لوگ بیٹے کے کام پر زیادہ زور دیتے ہیں REFORMS — لیکن یہ اختلافات امدادی ہیں خارجی نہیں، یہ حقیقت کہ ہم یہ تین نام بپتسمہ پر استعمال کرتے ہیں، اس بات سے قطع نظر کہ ہم یونانی راسخ العقیدہ کے ماننے والے (BAPTIST) یا لوتھرن ہیں اس کے ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ ہم ایک ہی آسمانی خدا سے دُعا کرتے ہیں (لوقا ۱۱ باب، افسیوں ۳ باب، ۱۴ آیت ہمیں اس بات کو یاد دلاتا ہے کہ ہم خدا کے ایک ہی گھرانے کے ہوتے ہوئے کہ دُعا عبادت کا طریقہ تحریک اتحاد کا دل ہے، توبہ کرنے والے بچے باپ کے پاس آ کر نئی تابعداری کا وعدہ کرتے ہیں لیکن

پاکستان میں ہم ایک مشترکہ ذمہ داری میں شریک ہوتے ہیں۔

ہمارا توحید خدا کا مسئلہ ایسے مکالمہ کے ساتھ ہمیشہ کھلا رہنا چاہیے جو اسلام کے "اتحاد کا علم الٰہی" ہوتا رہتا ہے، یہ ایک انتہائی مشکل مسئلہ ہوگا کیونکہ جیسے G. CRAG صاحب اپنے دیباچہ میں فرماتے ہیں، محمد عبدہ کی رسالت التوحید صفحہ 12 پر "وہ مسئلہ جارحانہ ہے، دیکھنے میں ناممکن و ناقابل تسخیر۔ یہ ایک یکا مجاہدانہ اور جنگجوانہ عمل ہے، ہمیں اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ جب پہلی تین صدیوں میں مسیحی تعلیم خدا کی صفات کے بارے میں ترتیب دی گئی تو اس وقت کلیسیا بھی جس طرح پاکستان میں اقلیت میں تھی، اس میدان میں ماضی، حال اور مستقبل کے تمام خدا کے لوگوں کے ساتھ دوبارہ غور کیا جاتا ہے، افسیوں 3، 18 آیت

ایک بپتسمہ

سنہ ۱۹۶۰ میں ایک چھوٹا کتابچہ شائع ہوا تھا، جس میں ایک خداوند ایک بپتسمہ کے موضوع پر تحقیق و مطالعہ شامل تھا، موجودہ صورت حال میں سب سے اہم بات پروٹسٹنٹ اور پروٹسٹنٹ نہیں بلکہ حقیقت میں کیتھولک اور پروٹسٹنٹ لوگوں کا ایک دوسرے کے بپتسمہ کو تسلیم کرنے کا آغاز ہے، بلکہ اصولی طور پر بھی نئی بات جو ہے وہ ہے کلیسائے عشر کا، بالخصوص کلیسائوں کے بپتسمہ یافتہ نوجوان ممبران عالمگیر تحریک میں نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں، ان میں سے بہت اپنے کلیسائی رہنمائوں سے کافی آگے ہیں

اصطباغ پر اجارہ داری نہیں ہو سکتی ہے جیسے مثال کے طور پر پادری صاحب کا عشائے ربانی کی رسم ادا کرنا وہ تقریباً ہر کلیسیا میں عوام میں بیداری ہے اور یہ بیداری طلباء، طالبات، نوجوان طبقہ، آدمیوں اور خواتین میں پائی جاتی ہے، گذشتہ بیس سالوں میں تقریباً 1800 مطبوعات، تصنیفات اس موضوع پر شائع کی گئیں۔ کلیسیا کے عشر کا ہی حقیقت میں کلیسیا ہیں (افسیوں 4، 12) اصلی کام تو انھیں سرانجام دینا ہے، پادری صاحب کو دنیا میں ان کی روزمرہ خدمت کے لیے کلیسیا کے عشر کا کو تیار کرنا ہے۔

3 ایک ایمان ONE FAITH

مختلف روایات اور عقائد کے تجزیہ اور تحقیق نے اعتراف میں بیداری اور پختگی پیدا کی ہے، یہ آسان مصالحت اور بے اعتنائی کے خلاف ایک ہتھیار ثابت ہوگا، اور وقتاً فوقتاً حیران کن ہوگا میں ایک کیتھولک ماہر علم دین کا حوالہ دینا چاہتا ہوں (جو کہ راستبازی، دوبارہ اتحاد کی کونسل، کلیسیائی ڈھانچے کلیسیا کے مصنف ہیں) Hans Küng نے اکتوبر سنہ ۱۹۶۷ء کو جنیوا میں اپنے لیکچر کے دوران اصلاح کی چار سو پچاسویں سالگرہ پر جان کیلون کی قائم شدہ یونیورسٹی میں کہا تھا کہ لوتھر نے دوسروں سے مختلف جو اس سے پندرہ سو سال پہلے ہو گزرے تھے بشمول St. Augustine مقدس پولس کے مسئلہ "راستبازی بوسیلہ ایمان" تک براہ راست رسائی کی اور اچانک اس کے حقیقی مطلب کو دوبارہ سمجھ لیا (NO. 35, 1967, Page 5)

(E.P.S) اگرہم مشترکہ رسولی اور نیکائی عقیدہ کو رکھنے کے باوجود مختلف انداز میں سوچیں تو حقیقی آرام و راحت اور حوصلہ افزائی وہ ہے جو پولس رسول کہتا ہے "اگر کوئی ایسا نکتہ ہو جس پر آپ مختلف انداز میں سوچتے ہوں تو یہ بھی خدا آپ پر واضح کر دے گا۔

ایک امید

تمام کلیسائیں مسیح کی آمد ثانی پر ایمان رکھتی ہیں، اس سے ہمارے کام کو حقیقی اہمیت اور قوت حاصل ہوتی ہے، امریکہ میں EVANSTON کے مقام پر W.C.C کا جو اجلاس ہوا اس میں عام موضوع یہ تھا "مسیح دنیا کی امید" جب آپ رپورٹ پڑھتے ہیں تو آپ کو یہ معلوم ہوتا ہے، کہ سب نظریات جیسے اشتراکیت اور لادینیت کو ایٹمی دور میں انسانیت کے مستقبل کے بارے میں جواب دینے سے خارج کر دیا جاتا ہے، عالمگیر متحدہ تحریک کے لیے صرف ایک ممکن امید ہے اور وہ ہے، مسیح کی دوسری آمد کے لیے متحد ہونا، اس بات کا یہ مطلب نہیں کہ گا ہے بگاہے حقیقت سے فرار بلکہ کلیساؤں کا سماجی اور سیاسی کردار، جو شر کا دعا کے ساتھ مشترکہ طور پر سرانجام دیتے ہیں، خدا وہ دن جلد لائے جب دنیا میں ہمارا دینوی معاشرہ بحران کے ذریعے مسیح کی بادشاہت بن جائے گا، جس طرح پطرس کے دوسرے خط کے تیسرے باب میں بتایا جاتا ہے۔

انھیں چونکہ مشکل اور نزاعی مضامین سے واسطہ پڑتا ہے تو ہمیں اس بات پر تعجب نہیں کرنا چاہیئے جب W.C.C کے اس سرگرمی کے میدان کو بہت سی تنقید کا سامنا کرنا پڑے۔

ایک روح ONE SPIRIT

اولین بات جس کی ضرورت ہے وہ ہے روحانی اتحاد۔ ہم اس کی تنظیم نہیں کر سکتے، یہ ایک بخشش ہے اس کتابچہ میں جو اسپلا کی کانفرنس کے لیے ویسٹ پاکستان کرسچین کونسل کی طرف سے 1968 میں شائع ہوئی، جسکا نام ہے دیکھو وہ نئی ہو گئیں، اس میں اتحاد کے بارے میں مندرجہ ذیل باتیں لکھی جاتی ہیں۔

صفحہ ۴۳ روح القدس کے کام کلیسائی اتحاد کے متعلق بائیبل کی تعلیم پر خاص توجہ دی جائے گی اس بات کے صاف اقرار کی بھی ضرورت ہے کہ کلیساؤں کے گناہ سے توبہ تجدید کی صحیح بنیاد ہے۔

نئی دہلی میں جو اسمبلی منعقد ہوئی، اسکی رپورٹ میں اس بات پر زور دیا گیا ہے، کم سے کم جتنا اتحاد ایک بخشش ہے (جیسے پاکیزگی، انتخاب و راستبازی وغیرہ) VATICAN کونسل نے رومن کیتھولک کلیسیا کو بھی توبہ کرنے کے لیے کہا، ماضی کے اختلافات جانبین کی خطاؤں کے باعث ہوئے جو خدا کی موت کے بارے میں لکھتے ہیں، ہمارا پورے طور پر انحصار روح کی موجودگی اور رہنمائی پر ہے، ہم تجدید کے نشانات ظاہر کرتے ہیں اور Pentecostals سے مشرقی راسخ العقیدہ تک روح کے کام کا ثبوت پاتے ہیں بے شک نئی پرخطر علم الٰہیات بہت بے چینی پیدا کرتی ہے لیکن ہمیں اپنی زیارت کو وفاداری سے جاری رکھنا چاہیے جیسا کہ روح اور

خدا کا کلام ہماری تربیت کرتا ہے۔

ایک جسم ONE BODY

بائبل کے علم الٰہیات کی تجدید کا شکریہ، اس سے ہمیں کلیسیائی ماہیت کی بہتر عقل و دانش حاصل ہوتی ہے PAUL MINEAR کو نئے عہدنامہ میں کلیسیا کے تقریباً نوے تصور ملے، ایمان کی کانفرسوں میں ہمیں اصلی ترقی معلوم ہوئی، ہم نے کم سے کم یہ سیکھا کہ ہمیں صرف دو مرغوب تصورات پر کلیسیائی ساخت کو نہیں تعمیر کرنا چاہیے ۱۹۱۰ سے 1957 تک کے درمیان پچاس کلیسیائی انجمنوں کا اتحاد ہوا، فی الحال چھیالیس باضابطہ تقاریر چل رہی ہیں جس میں انتیس مختلف ممالک کی ۱۲۱ کلیسیائیں شریک ہیں مغربی پاکستان میں بھی ایسے اتحاد کے بارے میں بات چیت ہو رہی ہے، ایک نہایت ہی کھلی حقیقت جس کے بارے میں پولوس رسول فرماتے ہیں وہ ایک جسم ہے جو اتحاد کے بارے میں صرف روحانی معنوں میں سوچنے سے منع کرتا ہے یہ کہنا کہ ایک جسم سے مراد صرف روحانی جسم ہے، صاف طور پر مجازی فطرت کے خلاف ایک اندرونی تردید۔ بے شک دونوں کی ضرورت ہے صرف ایک روح پر زور دینے سے روحانی اتحاد ایک اشد انفرادیت میں ختم ہو جاتا ہے، صرف ایک جسم پر زور دینے سے اور بیرونی تنظیمی اتحاد زیادہ اہم ترین سمجھنے سے یہ خطرہ پیدا ہوتا ہے کہ اقلیت یا ضمیر کی آواز نہیں سنی جاتی ہمیں اصل میں ایک ایسی عالمگیر قادر مطلق کلیسائی انتظام سے ڈرنا چاہیے جس کو اتحاد کے انتہائی شوقین آدمیوں نے پیدا کیا ہے پولوس رسول افسیوں ۴: ۱۱-۱۶ میں فرماتے ہیں،،

"ہمیں محبت میں روحانی طور پر مسیح تک بڑھنا ہے فطری طور پر، مشترکہ خدمت، گواہی، مطالعہ دعا کے وسیلہ سے قدم بہ قدم ان زائرین کی طرح بڑھتے جائیں جو مسیح کی کلیسیائیں بننے کے لیے ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں، اور ان لوگوں کی طرح جو نیا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔

(اعمال ۲: ۹)

ایک خداوند ONELORD

دُنیا کی ہر حکومت اور اختیار اس کے تابع ہے کیونکہ وُہ اس کا سر ہے۔ (کل ۲-۱۰)

ہم کس طرح اس اختیار کو اور خداوندی کو تسلیم کرتے ہیں اس کے کلام پر چلنے سے 1957ء میں عالمگیر کونسل نے مطالعہ کے لیے ایک کتاب شائع کی، جس میں وُہ بائبل کی توضیح و تشریح کے لیے بائبل کے بنیادی اصولوں پر متفق ہوئے، یہ پہلا قدم ہے لیکن ہم متی کی انجیل کے $\frac{28}{16 \text{ و } 20}$ میں معلوم کرتے ہیں کہ ایک عظیم کام جو ہمیں مسیح کی آمد ثانی تک سرانجام دینا ہے وُہ ہے تمام روئے زمین میں ساری انجیل کی بشارت پھیلانا اور یہ کہ رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ مشنوں کے بیچ میں یہ تناؤ اور کشاکش ختم ہو جائے، چاہیے کہ اب رقابت کو باہمی قدر شناسی سے تبدیل کیا جائے اور جہاں ممکن ہو،

باہمی تعاون بھی ہو۔

مجھے اس بات کا احساس ہے کہ ان سات نقطوں نے اپنی اصلی شکل اختیار نہیں کی، تاکہ ایک سالم اور جامع اتحاد ہو، پولوس رسول فرماتے ہیں کہ راز یہ ہے کہ ان کو صلح کے بندھنوں سے باہم اکٹھا رکھا جائے چاہیے کہ ہم اس کام کو سرانجام دینے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔ تصور کریں کہ یہ سات نقطے سات پھول تھے، یہ میری اس بات کے بارے میں قائلیت ہے جو ابھی ان دیکھی ہے کہ وہ دن آئے گا کہ مسیح کی دلہن یعنی کہ کلیسیا اعلیٰ تیار شدہ گلدستہ میں یہ سات پھول دلہا کو یعنی مسیح کو پیش کر سکے گی، ہم مسیح کو مصنوعی پھول پیش کرنے کی کوشش نہ کریں، مثال کے طور پر اتحاد کو اپنی شرائط پر قائم کرنا وہ معلوم کرے گا۔

ہم شمالی افریقہ کے قبائل کے ایک فرقہ کے ہاتھوں شہید ہونے والے مشنری FATHER FOUCALD کے ساتھ دعا کریں، ایسا اتحاد جیسا کہ خدا خود چاہتا ہے۔

جلوہ محبوب

ایم اے قیوم ڈسکوی

اے جلوہ محبوب سب پردے اتار دے
دے مجھ کو چشم بینا جہاں کو قرار دے

وہ بجلیاں گریں کہ گلستاں ہی جل اٹھا
دست ہنر سے رنگ پھر اس کا نکھار دے

صحرائے زندگی میں ہوں موسیٰ کا ہم نظر
مجھ کو سروش سینا شجر سے پکار دے

یخ بستہ دل ہیں شرم سے رسوائے زمانہ
ہم کو بھی اے خدا وہ روح شعلہ بار دے

بھولی ہوئی چنگاری سے شعلے بھڑک اٹھیں
ایسی دعائے پُر اثر پروردگار دے

افسردہ دل ہوں چہرۂ گیتی ہے خونچکاں
تیرے سوا ہے کون جو قسمت سنوار دے

ہر سو نظر آتی ہے خزاں دیدہ تباہی
اس کو بھی اے نسیم پیام بہار دے

تھا جلوہ سینا میں شجر میں کوئی پنہاں
اب کوہ تجلی پر دوئی کو اتار دے،

اک شعلہ آتش بھڑک اٹھے میرے دل میں
اور جلوۂ مسیحا دلوں کو قرار دے

عارف کی یہ دُعا ہے کہ اے حسن گریزاں
پھر جلوہ تاباں میرے دل میں اتار دے

مجلسِ مترجمانِ کلامِ مقدس در ایران

اس سال کے شروع میں اطلاع ملی کہ جون جولائی کے مہینوں میں ایران کے مشہور مقدس اور قدیم شہر میں مترجمانانِ کلام مقدس کے لیے ایک خاص تربیتی کورس منعقد ہوگا جس میں چھ مشرقِ وسطیٰ کے ممالک سے نمائندے شریک ہوں گے، ایران کے بعد سب سے زیادہ نمائندگی پاکستان کی تھی، جہاں سے ملکی اور غیر ملکی) بیس نمائندے شامل ہوئے، چار خواتین بھی مدعو تھیں، باقی نمائندے ترکی، لبنان افغانستان اور دیگر مغربی ممالک سے آئے تھے، تجویز یہ تھی کہ سب نمائندے تہران میں جمع ہو کر جمعہ کی صبح کو بس کے ذریعے مشہد کو روانہ ہوں، چنانچہ ایک خاص بس کا انتظام کیا گیا، اور علی الصبح ہم تہران سے روانہ ہوئے ابتدائے سفر کا پہاڑی علاقہ تو کچھ بنجر سا تھا، مگر بعد میں دونوں طرف سرسبز درخت اور پانی کے بہتے ہوئے نالے ہم سفر ہوئے، سڑک نہایت ہموار اور پختہ تھی، سارا راستہ منظر نہایت دیدہ زیب اور دلکش رہا، سڑک کے کچھ حصے زیرِ تعمیر ہونے کی وجہ سے گرد و غبار کے بادل اڑانے کا باعث ہوئے تاہم ایسی ہی رفاقت اور مہمان نوازی کی وجہ سے سفر کاٹنے میں بہت زیادہ دشواری نہ ہوئی، شام کو بجنورد رہنے کا انتظام کیا گیا، تھا مگر ہم تقریباً تین گھنٹے لیٹ پہنچے تو ہوٹل والوں نے امید چھوڑ دی، اور جب گیارہ بجے کے قریب وارد ہوئے تو انتظام کچھ درہم برہم ہو چکا تھا، خدا خدا کر کے بارہ بجے کے قریب سونے کی نوبت آئی اور صبح پھر جلد تیار ہونے کی کوششیں ہونے لگیں، یہ سفر کافی خوشگوار تھا اور تقریباً بارہ بجے دن کو منزلِ مقصود پر جا پہنچے،

ہماری رہائش کا انتظام مشہد یونیورسٹی کے نئے اور عالیشان بورڈنگ ہاؤس میں کیا گیا تھا، یہ عمارت اعلیٰ حضرت شہنشاہ ایران کی تاجپوشی کی یادگار میں چند سال ہوئے ایستادہ کی گئی تھی۔ طلباء نے اس پانچ منزلہ عمارت کی چوتھی منزل کلیتاً ہمارے لیے خالی کر دی، خود کار ایلیویٹر کے ذریعے آمد و رفت کی وجہ سے ستانے والے سیڑھیاں چڑھنا اترنا نہ پڑیں شہر کے لوگ اس عمارت کو خوابگاہ دانش گاہ کے نام سے پکارتے ہیں، اور شہر سے پانچ چھ میل کے فاصلے پر واقع ہے، چنانچہ ٹیکسی بان خوابگاہ سے اچھی طرح واقف تھے۔

یونیورسٹی کے حکام نے ہمارے آرام کے لیے کوئی کوشش فروگذاشت نہ کی، کمرے نہایت آرام دہ اور ہوادار تھے خوابگاہ کے وسیع سالن غذا خوری میں خورد و نوش کا انتظام نہایت اعلیٰ تھا کھانا کمرہ تمام ضروری اسباب سے اور سٹین لیس سٹیل کے لوازمات سے چمکتا تھا، ناشتہ صبح ساڑھے چھ بجے ہوتا، اور دوپہر کا کھانا ساڑھے بارہ بجے - ساڑھے تین بجے برآمدے میں چائے نہایت ہی

خوشگوار ماحول میں پی جاتی اور شام کا کھانا سات
بجے پھولوں کی کیاریوں اور گھاس کی سرسبز روشوں
سے گھرے ہوئے ماحول میں کھایا جاتا، پروگرام کچھ
اس طرح تھا کہ ساڑھے سات بجے سے ساڑھے
بارہ بجے تک مختلف مضامین پر کلاسیں ہوتیں (سوائے
چائے کے وقفہ کے لیے) اور شام کو چار سے چھ بجے
تک عملی کارکردگی کی کلاسیں اور کھانے کے بعد سوا
آٹھ بجے سے دس بجے تک خاص لکچر ہوتے اور ان
پر سوال وجواب کا موقعہ ملتا۔

شہر میں امام موسیٰ بن رضا کا روضہ ہے اور
زائرین ہزاروں کی تعداد میں روزانہ وہاں آتے ہیں
بلکہ یوں کہنا درست ہے کہ یہ مزار شہر کا مرکز و محور ہے
اور اس کا سایہ ہر گوشہ اور ہر محل پر ہے، موسم نہایت
خوشگوار اور معتدل تھا، کمرے نہایت کشادہ اور
ہوادار تھے، سارا وقت ہوا فرفر چلتی رہتی اور شمال
کی جانب سے آتے تو کبھی کبھی بادل اور سردی ہمراہ
لاتی ہے چنانچہ ایک دو روز تو مطلع ابر آلود رہا اور
کچھ بارش بھی ہوئی بعد میں ہوا کا رخ پھر بدل گیا اور
قدرے تمازت ہو گئی۔

اتوار کو اپنی خاص عبادت کے بعد ہمیں مقامی
کلیسیاؤں سے رفاقت کا بھی موقع ملا۔ ۲۸ جون کو
ارمینی کلیسیا کے اسقف اعلیٰ ہز گریس آرچ بشپ
صاحب نے مقامی کلیسیا کی تقدیس کی، عبادت دو
گھنٹے تک جاری رہی اور نہایت پر وقار اور سنجیدہ
تھی، زبان کا فرق تو تھا مگر روحانی شراکت اور مسیحی
تپاک کا لفظوں میں بیان کرنا ممکن نہیں۔ آرمینی گرجا
گھر میں بارہ رسولوں کے لحاظ سے بارہ ستون ہوتے
ہیں، اور ہر ایک پر صلیب کا نشان ہوتا ہے۔
اسقف اعلیٰ نے ہر ایک کو باری باری مقدس مے
سے مخصوص کیا اور بعد میں پاک عشاء کی رسم منائی
گئی، جب عبادت ختم ہوئی تو مہمانوں کو چائے اور
کافی سے نوازا گیا، کلیسیا کی خواتین نے مہمان داری کا
نہایت اعلیٰ انتظام کیا اور مجھے تو بار بار رسولوں کا دور
یاد آتا تھا جب مسیحی محبت اور سادہ دلی ابتدائی
عروج پر تھی۔

اس عبادت کے بعد دوپہر کو ایک وفد
گورنر صاحب مشہد کی خدمت میں حاضر ہوا، اس
کی قیادت میٹرو پالیٹن صاحب نے کی، دیگر اصحاب
انسٹیٹیوٹ کے افسران اور منتظمین تھے پاکستانی وفد
کی طرف سے مجھے بھی دعوت دی گئی، وفد نے حکومت
ایران اور مشہد اور دانش گاہ کے منتظمین کا اس
اس مہمان نوازی اور خوش آمدید کے لیے شکریہ ادا
کیا، گورنر صاحب نے چائے سے تواضع کی اور کچھ
عرصہ کی گفتگو کے بعد ہمیں رخصت کیا۔

اس شام کو ہم میں سے اکثر مقامی انجیلی کلیسیا
کی عبادت میں شریک ہوئے، یہ عبادت پرانے چینی
سفارت خانے میں جسے مقامی کلیسیا کے استعمال
کے لیے خرید لیا گیا ہے منعقد ہوتی ہے، گرجا گھر عقاب
کے پھیلے ہوئے بازو یاد دلاتا ہے اور حال ہی میں
بن کر تیار ہوا ہے، کلیسیا کے افراد تعداد میں گو کم ہیں
مگر مسیحی جوش اور محبت میں غنی ہیں جو فارسی اچھی طرح
نہیں جانتے وہ کلام اور گیت پڑھ کر عبادت میں شریک
ہوئے، اور جو فارسی زبان کو بخوبی سمجھتے ہیں انھوں نے
تو وعظ اور دعائیں بھی حصہ لیا عبادت کے بعد مہمان واری

کے فرائض بھی ادا کیے گئے اور چائے اور تازہ پھلوں سے
آسودہ کیا گیا، اس کے بعد بھی ہمیں عبادت میں مدعو
کیا گیا اور عشائے ربانی میں شریک ہونے کا شرف بھی
حاصل ہوا، اس کلیسیا میں خاص بات جو قابل ذکر ہے
وہ یہ ہے کہ نوجوان بہت سرگرمی سے عبادتیں چلاتے
اور ہر کام میں حصہ لیتے ہیں انکی مسیحی محبت کا ثبوت
ایک نہایت ہی غیر متوقع طریقے سے ہوا، جب ہم
مشہد سے روانہ ہوئے تو پاسبان صاحب اور کلیسیا کے
کچھ نوجوان الوداع کہنے کے لیے سٹیشن پر موجود تھے اور
اپنے ساتھ ہمارے لیے نہایت شیریں سیب تحفۃً لائے
تھے بغل گیر ہونے کے بعد مسیحی پاک بوسے سے ہم نے
انھیں خدا حافظ کہا مجھے اعمال کی کتاب کا بیسواں باب یاد
آیا جب افسس کے بزرگوں نے پولوس رسول کو رخصت کیا، فرق
یہ تھا کہ سمندر کے کنارے کی جگہ یہاں راہ آہن کی مشہد کی
اسٹیشن گاہ تھی، اور ہمیں امید واثق ہے کہ یہ ہماری آخری ملاقات
نہ ہو گی۔ بلکہ اگر خداوند نے چاہا تو پھر بھی ملیں گے۔

دانش گاہ مشہد کے حکام اور خوابگاہ کے منتظمین
اور طلباء نے ہر طرح ہمارے قیام کو خوشگوار بنانے میں
کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا، اس کے لیے اور ان تمام
سہولتوں کے لیے جو انھوں نے فراہم کیں، ہم ان کے
تہ دل سے ممنون ہیں، تین ہفتے کے قیام کے بعد
۱۶ رجولائی کو ہم بذریعہ ریل تہران کے لیے روانہ ہوئے
سفر واپسی پہلے سفر سے کئی درجہ آرام دہ تھا، اور
دوسری صبح کوئی نو بجے کے قریب ہم منزل مقصود پر
پہنچے، تہران میں ہمارے قیام کا بندوبست ایک چھوٹے
مگر آرام دہ ہوٹل میں کیا گیا تھا کیونکہ یہ سارے کا سارا
ہمارے لیے مخصوص تھا، اس ہوٹل کے مالک ہمارے
سابق ہموطن تھے جو اٹھارہ سال سے تہران میں مقیم ہیں
مسٹر رضوی اور ان کے چھوٹے بھائی نے ہر طرح ہمارے
آرام و آسائش کا خیال رکھا، اور اس طرح ہم ۱۹ جولائی
کی صبح کو تہران کے ہوائی اڈے سے پاکستان روانہ
ہوئے ایک بزرگ جو ترکی سے تشریف لائے تھے کہنے لگے
کہ میں اپنا دل تو ایران ہی میں چھوڑ چلا ہوں، اور واقعی
ایران ہم سب کو نہایت پسند آیا جو کچھ ہم نے اس قلیل عرصے
میں دیکھا وہ "بسیار خوب است" مگر جو دیکھنا باقی رہا، وہ
اس سے بھی دلکش اور دیدہ زیب ہے، شیراز اور اصفہان
(نصف جہان) خوبصورتی اور پسندیدگی میں یکتائے روزگار
ہیں، اور ان کو دیکھنے کی تمنا ابھی دل میں باقی ہے غریب
الوطنی میں ناداری بھی ایک عجیب تجربہ ہوتا ہے۔ بہر کیف
خیر باشد۔ خدا حافظ۔ الوداع۔ مسنوکم۔

مقدس پولی کارپ کی شہادت

از ریورنڈ برکت اللہ ایم اے
شہید ملی

مقدس پولیکارپ مقدس یوحنا کے شاگرد رشید تھے، جنھوں نے آپ کو سمرنا کی کلیسیا کا بشپ مقرر کیا تھا۔ مقدس آئرنیوس جو مقدس پولیکارپ کے شاگرد اور لائینز [illegible] کے بشپ تھے ہمیں بتاتے ہیں کہ آپ نے رسولوں سے تعلیم حاصل کی تھی۔ اور ایسے متعدد اشخاص سے ملاقی ہوتے تھے جنھوں نے منجی عالمین کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا وہ اپنے سامعین کو بتایا کرتے تھے کہ مقدس یوحنا رسول نے کیا کہا اور ان لوگوں کے بیانات دہرایا کرتے تھے جنھوں نے خداوند کو دیکھا اور سنا تھا جو باتیں وہ ایسے چشم دید گواہوں سے سنتے تھے وہ ان کو دوسروں تک پہنچاتے تھے کیونکہ وہ انجیل کے مطابق ہوتی تھیں، ان وجوہ کی بنا پر مقدس پولی کارپ تمام مسیحی دنیا میں بعزت تمام دیکھے جاتے تھے۔ اپنی شہادت سے کچھ مدت پہلے ۱۵۴ء میں مقدس پولی کارپ روم تشریف لے گئے تاکہ روم کے بشپ کے ساتھ عید قیامت کی تاریخ اور دیگر امور کا فیصلہ کریں جو روم کی کلیسیا میں اور مشرق کی کلیسیاؤں میں تنازع کا باعث تھے، اگرچہ اس ملاقات کا کوئی ٹھوس نتیجہ نہ نکلا تاہم اسقف روم اینی سی ٹس Anicetus آپ سے نہایت ادب و احترام سے پیش آئے اور دونوں بشپ محبت سے ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔

مبارک ہیں وہ شہید جو خداوند کی مرضی کے مطابق مرتے ہیں اور لوگوں کو خواہ مخواہ اس بات پر نہیں اکساتے کہ ان کو شہادت کا جام پلائیں، کیونکہ ہمیں تمام امور کو خدا کے ہاتھ میں چھوڑ کر احتیاط کو کام میں لانا چاہیے کون ہے جو شہداء کے اس صبر استقلال اور محبت کا مداح نہیں جو وہ اپنے آقا سے رکھتے ہیں، ان شہیدوں کو اس قدر کوڑے مارے گئے کہ ان کے جسم نہ صرف لہولہان ہو گئے بلکہ ان کے پوست کی رگیں اور نسیں تک ننگی ہو گئیں لیکن وہ ایسے صابر تھے کہ تماش بینوں تک کو ان کی حالت پر ترس آگیا اور بعض کے سکون اور استقلال کا تو یہ حال تھا کہ انھوں نے آہ و فریاد کرنے یا کراہنے تک کی آواز منہ سے نکلنے نہ دی جس سے سب خاص و عام پر ظاہر ہو گیا کہ مسیح کے شہدا ایسے وقت میں خدا کی حضوری سے فیض یاب ہوتے ہیں اور خداوند خود ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ ان شہیدوں کی آنکھیں خداوند کے فضل پر ٹکی رہیں، جس کی وجہ سے وہ دنیا کے عذاب اور عقوبتوں کو خاطر میں نہ لائے، ان کے وحشی تعذیب دینے والوں کی فانی آگ ان کے لیے سرد ہو گئی کیونکہ ان کے دلوں کی آنکھیں ان غیر فانی چیزوں پر لگی ہوئی تھیں جو ابدی ہیں جن کو نہ کانوں نے سنا نہ آنکھوں نے دیکھا اور جو انسانی وہم و گمان سے بھی پرے ہیں لیکن خداوند نے الخ

گو ان شہیدوں پر ظاہر کیا جو انسان نہیں بلکہ فرشتے تھے۔

اسی طرح ان شہداء نے جو درندوں کے حوالے کیے گئے تھے نہایت خوفناک اور شدید اذیت برداشت کی ان کے بدنوں کے نیچے دندانے دار آرے رکھے گئے اور مختلف قسم کی دیگر عقوبتوں سے ان کو عذاب دیا گیا تاکہ شیطان طرح طرح کے حیلوں اور وسیلوں سے تعذیب دے دے کر ان کو ایمان سے منحرف کرے، لیکن خدا کا شکر ہے کہ شیطان سب پر غالب نہ ہوا۔ چنانچہ شریف جرمنیکس نے اپنے استقلال سے کمزور دلوں کو توانا کیا، اس نے درندوں سے اچھی کشتی لڑی، جب پروکونسل نے اس کو ورغلانے کی کوشش کی اور کہا کہ اپنی جوانی پر ترس کھا تو اس نے نہایت تندہی سے وحشی درندے کو اپنی جانب گھسیٹا تاکہ وہ اس گناہ بھری ناراست دنیا سے جلدی چھٹکارا حاصل کرے۔ اس پر ہجوم کے لوگ مسیح کے لوگوں کی جوانمردی اور بلند ہمتی کو دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے اور چلا اٹھے کہ "ان ملحدوں کو لے جاؤ۔ پولی کارپ کو پکڑ لو۔ فرگیہ کے ایک شخص کونٹس نے جو فرگیہ سے ابھی آیا ہی تھا، درندوں کو دیکھ کر اپنے آپ کو شہادت کے لیے پیش کیا اور دوسروں کو بھی اس پر ترغیب دی لیکن پروکونسل کے کہنے سننے اور منت و سماجت کی وجہ سے وہ مرتد ہو گیا، اور اس نے سوگند اٹھالی اور قربانی بتوں کے آگے گزرانی، پس اے بھائیو! ہم ایسے لوگوں کو جو اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں پسندیدہ نہیں سمجھتے کیونکہ یہ انجیل کی تعلیم نہیں ہے۔

جب معزز معلم پولی کارپ نے یہ خبر سنی تو وہ بالکل ہراساں نہ ہوئے، وہ شہر ہی میں رہنا چاہتے تھے، لیکن ایمانداروں کی اکثریت نے ان کی منت کی کہ وہ خفیہ طور پر شہر سے چلے جائیں، پس وہ شہر کے باہر قریب کے ایک کھیت میں جس سے ملحق ایک مکان تھا، چند ہمراہیوں سمیت چلے گئے وہ دن رات دعا مانگنے میں مشغول رہے اور حسب عادت سب کے لیے اور دنیا کی تمام کلیسیائیوں کے لیے دعا کرتے رہے، حراست میں لیے جانے سے تین روز پہلے جب وہ دعا مانگ رہے تھے تو ان پر وجد کی حالت طاری ہو گئی، اور کیا دیکھتے ہیں کہ ان کے سرہانے کو آگ لگ گئی ہے آپ نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ مجھے زندہ جلا دیا جائے گا آپ کا پیچھا کرنے والے آپ کی گھات میں لگے رہے پس آپ نزدیک کے ایک مکان میں چلے گئے وہ بھی آپ کے پیچھے ہو لیے، لیکن جب ان کو آپ کا پتہ چلا تو انھوں نے دو جوان غلاموں کو پکڑ لیا۔ اور جسمانی تعذیب دے کر ان سے بات نکلوالی۔ اب آپ کا بچنا محال ہو گیا، کیونکہ آپ کے گھر کے لوگوں نے آپ کو پکڑوا دیا۔ داروغہ جس کی قسمت میں لکھا تھا کہ اس کا نام بھی ہیرودیس ہو چاہتا تھا کہ جتنی جلدی ہو سکے آپ کو مقتل میں لے جائے تاکہ آپ مسیح کے شریک ہو جائیں، اور وہ خود ہیرودیس کے انجام کو پہنچے اور آپ کے پکڑوانے والے یہوداہ کی سی سزا پائیں، سپاہی اور سوار مسلح ہو کر کھانے کے وقت کے قریب اس نوجوان غلام

کے ہمراہ تیاری کے دن سے ایک روز پہلے آپ کو
ڈاکو کی طرح پکڑنے نکلے، دن ڈھل چکا تھا اور آپ
بالاخانے میں استراحت فرما رہے تھے، آپ وہاں
سے کسی اور جگہ بھاگ کر جا سکتے تھے لیکن آپ نے
انکار کر کے فرمایا خدا کی مرضی پوری ہو۔"

جب آپ نے سنا کہ آپ کو پکڑنے والے
آ رہے ہیں تو آپ نیچے کی منزل میں تشریف لے
گئے اور ان سے گفتگو کی، حاضرین آپ جیسے معمر
شخص کی ثابت قدمی اور استقلال کو دیکھ کر ششدر
رہ گئے، اور حیران تھے کہ آپ کے دشمن آپ جیسے
ضعیف العمر انسان کو پکڑنے کے لیے کیوں اس قدر
جدوجہد کر رہے ہیں۔ آپ نے حکم دیا کہ آپ کے
پکڑنے والوں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا جائے، پھر
آپ نے اس سے منت کر کے کہا کہ مجھے ایک گھنٹے
کی مہلت دو تاکہ میں بغیر کسی خلل کے دعا مانگ لوں
جب آپ کو اجازت دی گئی تو آپ کھڑے ہو گئے۔
اور کامل دو گھنٹے تک بآواز بلند دعا کرتے رہے،
کیونکہ آپ کا دل خدا کے فضل سے معمور تھا۔ یہ
نظارہ دیکھ کر تمام حاضرین پر حیرت چھا گئی اور ان
میں سے متعدد اشخاص ایسے معمر اور دیندار انسان
کو پکڑنے سے پچھتانے لگے۔ دعا میں آپ نے سب
چھوٹے بڑوں کو جن کے ساتھ آپ کا کبھی سابقہ
پڑا تھا، یاد فرمایا، آپ نے تمام معروف اور غیر
معروف لوگوں اور تمام دنیا کے کلیسائے جامع کے
لیے دعا کی، جب آپ نے دعا ختم کی اور آپ کی روانگی
کا وقت آیا تو آپ کو گدھے پر بٹھایا گیا، اب عہد
قیامت سے ایک روز پہلے کی شام ہو گئی تھی۔

عدالت کا نگران اور ہیرودیس کا باپ نیسی ٹیز
Nicetes آپ کو ملے، انھوں نے آپ کو
ایک گاڑی میں بٹھایا اور خود آپ کے پاس بیٹھ کر
آپ کو کہنے لگے کہ اگر آپ صرف یہ کہہ دیں کہ قیصر
خداوند ہے اور تھوڑا سا بخور جلا دیں تو اس میں ہرج
ہی کیا ہے، آپ کی جان بچ جائے گی، آپ نے پہلے
ان کا کوئی جواب نہ دیا، لیکن جب وہ اصرار کرنے لگے
تو آپ نے فرمایا "میں تمہاری صلاح کو نہیں مان سکتا۔

جب انھوں نے دیکھا کہ وہ آپ کو بہلا پھسلا نہیں
سکتے، تو وہ گالیوں پر اتر آئے اور انھوں نے گاڑی
پر سے اس زور سے دھکا دے کر آپ کو نیچے پھینک
دیا، آپ کی پنڈلی کے اگلے حصے کو سخت ضرب پہنچی۔
لیکن آپ نے اس کی پرواہ تک نہ کی اور نہایت شوق
سے مقتل کی جانب تیز قدمی سے بڑھے جہاں اس
قدر شور اور غوغا برپا تھا کہ کسی کی آواز ایک دوسرے
کو سنائی نہیں دیتی تھی، جب پولیکارپ مقتل میں داخل
ہوئے تو آسمان سے ایک آواز آئی کہ پولیکارپ
مضبوط ہو اور مرد بن کیونکہ میں تیرے ساتھ ہوں، گو
کسی نے بولنے والے کو نہ دیکھا، لیکن جو بھائی وہاں
موجود تھے انھوں نے آواز کو سنا، جب وہ اندر لائے
گئے اور لوگوں نے سنا کہ پولیکارپ پکڑا گیا ہے،
تو چاروں طرف زبردست شور مچ گیا۔ پروکونسل نے
آپ سے پوچھا "کیا تم ہی پولیکارپ ہو، جب آپ نے
اثبات میں جواب دیا تو اس نے ہر ممکن کوشش کی آپ
اپنے ایمان کا انکار کریں اور کہا آپ اپنی عمر کا لحاظ کریں
اور بہت سی اور باتیں بھی کہیں کہ قیصر کے جن (قسمت
کی دیوی) کا حلف اٹھا، توبہ کر اور کہہ کہ ملحدوں کا خاتمہ ہو،

آپ نے تماشہ گاہ کے بُت پرست تماشائیوں کی جانب نہایت ثابت قدمی سے دیکھا اور ان کی طرف ہاتھ پھیلا کر ایک آہ بھرلی اور آسمان کی جانب نظر اُٹھا کر فرمایا تو ملحدوں کا خاتمہ ہو"۔

جب پروکونسل نے آپ پر زیادہ زور ڈالا اور کہا حلف اٹھا لے اور میں تم کو آزاد کردوں گا۔ مسیح پر لعنت بھیج، آپ نے جواب دیا چھیاسی سال تک میں نے اس کی خدمت کی ہے اور اس نے مجھ سے کبھی بے وفائی نہیں کی، میں اپنے بادشاہ کا جس نے مجھے نجات بخشی ہے، کس طرح انکار کرسکتا ہوں"۔

لیکن پروکونسل اس بات پر زور دیتا گیا کہ آپ قیصر کی قسمت کی دیوی کی قسم اٹھائیں، تب پولیکارپ نے فرمایا اگر تجھے یہ خام خیال ہے کہ میں قیصر کی قسمت کی دیوی کی سوگند اٹھالوں گا اور سمجھتا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ میں کون ہوں تو اس جواب کو سن جو صاف الفاظ میں ہے "میں ایک مسیحی ہوں اور اگر تو اس بات کا خواہش مند ہے کہ میرے مسیحی ہونے کی وجہ کو سنے تو ایک دن مقرر کر، اور غور سے سن، پروکونسل نے کہا تمہیں لوگوں کو منوانا ہے، آپ نے جواب دیا میں تم کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ تم سے دینی گفتگو کروں کیونکہ ہم کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ جس کی عزت کرنی چاہیے اس کی عزت کریں، اور گورنمنٹ کی اور اختیار والوں کی جن کو خدا نے مقرر کیا ہے، واجبی تعظیم کریں۔ کیونکہ میں یہ نہیں سمجھتا کہ یہ لوگ اس قابل ہیں کہ وہ میری اس بات کو سنیں"۔

پروکونسل نے جواب دیا، میرے پاس درندے ہیں اور اگر تم نے توبہ نہ کی تو میں تم کو ان کے آگے پھینک دوں گا، آپ نے فرمایا ان کو لے آ، کیونکہ نیکی سے بدی کی طرف مڑنا کوئی دل پسند بات نہیں ہے لیکن ظلم سے انصاف کی جانب رجوع کرنا ایک نہایت نیک امر ہے اس پر اس نے کہا "اگر تم کو درندوں سے خوف نہیں آتا تو میں تم کو آگ میں بھسم کرادوں گا۔ اب بھی توبہ کرلے" آپ نے جواب کیا کہ مجھ کو ایک ایسی آگ کی دھمکی دیتا ہے جو ایک گھنٹہ تک جلتی ہے جو بدکاروں کا حصہ ہے، دیر نہ کر جو تو چاہتا ہے، لے آ" جب آپ کے منہ سے الفاظ نکل رہے تھے تو آپ کے چہرے پر بے باکی اور خوشی چھائی ہوئی تھی آپ کے بشرے سے فضل ٹپکتا تھا ایسا کہ پروکونسل ششدر رہ گیا، کہ آپ پر اس کی دھمکیوں کا مطلق اثر نہ ہوا۔

پس اس نے نقیب بھیج کر میدان کے تماشائیوں میں یہ منادی کردائی کہ پولیکارپ نے مسیحی ہونے کا اقرار کرلیا ہے۔

سوال و جواب

ماخوذ از ایچ فینی

س ۱ کلیسیا کی بنیاد کس چیز پر قائم ہے؟

ج : پولوس رسول اس سوال کے جواب سے متعلق لکھتے ہیں "پس اب تم اجنبی یا پردیسی نہیں بلکہ تم رسولوں کے ہم وطن اور خدا کے گھرانے کے افراد ہو، جس کی بنیاد نبیوں اور رسولوں پر استوار کی گئی ہے یسوع مسیح اس کے کونے کے سرے کا پتھر ہے کلیسیا کی عمارت کا دارومدار اسی پر ہے اور وُہ خدائے عظیم میں مقدس ہیکل کی شکل و صورت میں تعمیر ہوتی چلی جاتی ہے جب پطرس نے اپنے ایمان کا اقرار کرتے ہوئے کہا کہ خداوند یسوع مسیح زندہ خدا کا بیٹا ہے تو یسوع نے اسے کہا کہ تو پتھر ہے اور اس پتھر پر میں اپنی کلیسیا کی بنیاد ڈالوں گا اور عالم ارواح کے دروازے اس پر غالب نہ آئیں گے حقیقت یہ کھلی کہ کلیسیا کی بنیاد مسیح کی الوہیت کے اقرار پر قائم ہے۔ چنانچہ اقرار الوہیت ایک مضبوط و مستحکم پتھر ہے جس پر کلیسیا کی عمارت تعمیر کی گئی ہے۔

س ۲ حقیقت تک پہنچنے کے لیے ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

ج ہمیں روح القدس کی رہنمائی حاصل کرنے کے لئے دُعا کرنا چاہیے کیونکہ وہی حقیقت کاملہ تک ہماری رہنمائی کرنے کی قدرت رکھتا ہے، بعد ازاں جو کام ہم صحیح درست اور راست سمجھتے ہیں، اس پر عمل پیرا ہوں۔

س ۳ آدمیوں کی بے وفائی کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں کون سا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیئے۔

ج ہمیں آدمیوں کی وفاداری پر نہیں، بلکہ خدا کی وفاداری پر بھروسہ رکھنا چاہیے۔ آدمی ہمیں وقت پر بھروسہ دے سکتے ہیں، لیکن خدا کسی حالت میں ہمیں نہیں چھوڑے گا، اگر ہم بے وفا ہیں، تو وُہ وفادار رہے گا۔

س ۴ خداوند اپنے خدا کو دل، روح اور جان سے محبت کرنے کے تین طریقوں کی وضاحت کیجئے۔

ج مختلف الفاظ سے تین مرتبہ محبت کرنے سے مراد تاکید محبت ہے، دل، روح، اور جان کے الفاظ کے مختلف معنی بیان کرنا بے فائدہ اور غیر ضروری ہے۔

س ۵ کیا ہمسائے سے مراد وہی لوگ ہیں جو ہمارے آس پاس رہتے ہیں یا اس کے اور معانی بھی ہیں؟

ج لفظ "ہمسایہ کا مفہوم عام ہے، اس سے مراد ہے ہر ایک شخص جس سے ہمارا واسطہ پڑتا ہے۔

س کیا مسیح نے مردوں کے جلانے کی رسم کو جائز سمجھا؟

ج جہاں تک ہمارے علم کا تعلق ہے وہ یہ ہے کہ المسیح نے مردوں کی جلانے کی رسم کے حق میں یا اس کے برخلاف کبھی کچھ نہ کہا۔

ایک مسلم مسٹر عبد العزیز کے سوالات

س اگر مسیح کی لاش دفن کی گئی تو اس کے پیروکار اس طریقے کو چھوڑ کر کوئی اور طریقہ کیسے اختیار کر سکتے ہیں؟

ج المسیح نے حکم یا نمونے کے ذریعے ہماری زندگی کی بیرونی تفصیلات کے بارے میں کبھی کچھ نہ کہا۔ اس کے برعکس آپ نے حقوق اللہ اور حقوق العباد یعنی خدا اور انسان کے رشتوں کے عملی طریقے سکھائے، مثلاً ہمیں نہیں بتایا گیا کہ مسیح کی داڑھی تھی، گو بالعموم تصویر میں آپ کی داڑھی ہی نظر آتی ہے بالغرض آپ کی ریش مبارک ہوتی بھی تو بھی اس معاملے میں آپ کی تقلید ہمارے لیے ضروری نہ ہوتی۔

ڈاکٹر ایس ایس امین کا ایک سوال

س یرمیاہ $\frac{۳۲}{۱۹}$ میں لکھا ہے اے خدائے عظیم و برتر جس کا نام رب الافواج ہے جس کی حکمت اعلیٰ و اکمل اور جس کے کام عظیم و جلیل ہیں جس کی نگاہیں آدمیوں کی راہوں پر وا رہتی ہیں جو ہر ایک آدمی کو اس کے کاموں کی جزا اور اس کے اعمال کا ثمرہ دیتا ہے کہیں یہ تعلیم ہندوؤں کے مسئلہ "کرما پھل" کے مشابہ تو نہیں، ہندوؤں کے اس مسئلہ کا لازمی جزو "پرانا جنما" یعنی انسان کے دوبارہ پیدا ہونے کا عقیدہ ہے

ج ہندوؤں کا مسئلہ "کرما پھل" غیر شخصی ہے اس مسئلے کے اعتبار سے آدمی اپنے اعمال کے نتائج خود بخود بھگتتا ہے اس میں خدا شخصی طور پر دخل نہیں دیتا لیکن بائبل کی تعلیم یہ ہے کہ خدا انسان کے خیالوں اور کاموں کو جانتے ہوئے ان کی سزا یا جزا دیتا ہے مسئلہ "کرما پھل" سے اس تعلیم کا دور کا بھی تعلق بھی نہیں نہ اس سے انسان کا دوبارہ دنیا میں آنے کا تصور اخذ کیا جا سکتا ہے

ہنری مارٹن

گزشتہ سے پیوستہ

۱۸۰۵ء کے مقدس ہفتے کی ایک کہر آلود صبح کی خاموشیوں میں ہنری مارٹن نے کیمبرج کو الوداع کہا بہت سے دوست گاڑی تک چھوڑنے آئے۔ جلدی ہی یونیورسٹی کے کلس نظروں سے غائب ہو گئے اسے معلوم نہ تھا کہ وہ پاکستان کب روانہ ہو گا روانگی سے پہلے اپنے رشتہ داروں کو الوداع کہنا پڑے گا چونکہ وہ انگلیکن کلیسیا چھوڑ کر میتھوڈسٹ کلیسیا کا ممبر بن چکا تھا، اس لیے اس کے پرانے استاد اس سے ناراض تھے، کارنوال کے انگلیکن پادری نے اس کے برخلاف آواز بلند کی، نتیجہ یہ نکلا کہ اسے انگلیکن گرجے میں وعظ کرنے کا موقع نہ ملا۔ انہی دنوں اس نے محسوس کیا کہ گرین فل GRENFELL خاندان کی تیس سالہ لیڈیا Lydia نامی لڑکی سے اسے محبت ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے۔

"سینٹ ہیلاری Hilary چرچ میں صبح کی عبادت میں میرے خیالات پریشان ہو گئے، لیڈیا Lydia نہ آئی تھی، میرا دل بڑا غمگین تھا، عبادت کے بعد چائے پی، اور اس کے گھر کا رستہ لیا، شام کی سیر میں میں دیر تک اس سے روحانی امور پر گفتگو کرتا رہا، تمام رات میں اسے اپنے دل سے نہ نکال سکا، میں نے محسوس کیا کہ مجھے اس سے محبت ہے۔

محبت اور اس کے مشنری عہد سے میں تضاد تھا۔ اس کے نزدیک مشنری کا مفہوم تھا جدوجہد اور دنیوی رغبتوں سے محرومی، وہ ابھی ایسٹ انڈیا کمپنی کا چیپلین نہ بنا تھا، اس کا تمام اثاثہ ختم ہو گیا تھا، اس کا خاندان اس کی امداد کا محتاج تھا، وہ اپنی محبوبہ کو کوئی تحفہ نہ دے سکتا تھا اس کے دل میں خیال آیا کہ اس کی ان مشکلات کا حل یہ ہے کہ وہ مشنری بننے کا خیال دل سے نکال کر کیمبرج میں سکونت پذیر ہو جائے اور کیمبرج یونیورسٹی کی پروفیسرشپ اختیار کر لے اس کے دل میں مشنری بننے کے جذبے اور محبت میں جنگ ہوتی رہی، آخر محبت مغلوب ہوئی اور خداوند یسوع مسیح کی تبلیغ کا جذبہ غالب۔ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر سینٹ ہیلاری سے دور چلا گیا۔

اسے کارنوال میں ابھی ایک ماہ رہنا تھا، اس نے خیال کیا کہ اس کے دوست لیڈیا Lydia کا تذکرہ اس سے کریں گے وہ اس کی قرابت محسوس کرے گا، جذبہ محبت پھر متحرک ہوا، خوشنما جھاڑیوں اور پودوں سے ڈھکی ہوتی پہاڑیوں سے گزر کر محبوبہ کے دروازے پر آیا، اسی دن ایک پرانے دوست نے نہ جانتے ہوئے کہ اس کے دل کی گہرائیوں میں محبت و عقیدت مسیح کی جنگ جاری ہے، اسے تھامس اے کیمپس Thomas A Kampis کی

کتاب الوداعی تحفے کے طور پر پیش کی یہ کتاب اس کے لیے نئی تھی مہینے کے باقی ایام وہ اس کے مطالعہ میں مصروف رہا۔ آخری دو تین دنوں میں جو سیریں اس نے لیڈیا Lydia کے ساتھ کیں، انھیں کبھی فراموش نہ کر سکا، دونوں پہاڑیوں پر صبحدم سیر کرتے تو سمندر کی جانب سے چلنے والی سبک رو ہوائیں انھیں چھوتیں اور پرندے اپنے شیریں نغموں سے ان کا استقبال کرتے۔

سنہ ۱۸۰۰ء میں لیدیا Lydia ۲۵ برس کی تھی، اس کی زندگی کا خوشگوار سال تھا، اس کی منگنی مسٹر سیموئیل جان سے ہوئی، وہ اسے دل سے چاہتی تھی، اور دُنیا کی ہر چیز سے بڑھ کر اسے عزیز رکھتی تھی، گھر والوں اور رشتہ داروں نے میتھوڈازم قبول کر لیا تھا، چنانچہ اسی سال اس کے دل میں روحانی بیداری پیدا ہوئی، سال کے خاتمے پر لیڈیا Lydia نے محسوس کیا کہ اس کا منگیتر، شریر اور شیطان خصلت انسان ہے، لہٰذا اس نے منگنی توڑ دی، لیکن وہ اپنے دل سے اس کی محبت نہ نکال سکی، وہ سیموئیل جان کی شادی کے بعد ہی اسے فراموش کر سکتی تھی۔

ہنری مارٹن کی لیڈیا Lydia سے ملاقات سے چھ ماہ پیشتر سیموئیل جان کی منگنی کسی اور خاتون سے ہو گئی، اب وہ کسی حد تک آزاد تھی، وہ گرجا گھر میں وعظ سننے اور قریب المرگ بیماروں کے سرہانے جا کر دُعا کرنے سے دل کو تسلی دیتی تھی وہ محسوس کرنے لگی کہ اس کا رومان ختم ہو گیا ہے، ایسی ہی بلند اخلاق لڑکی کی محبت نے ہنری مارٹن کے دل کی گہرائیوں میں جنم لیا۔ لیڈیا Lydia کو یہ

معلوم کر کے بڑی مسرت حاصل ہوئی، جس سال اسے رُوحانی بیداری پیدا ہوئی تھی، اسی سال ہنری مارٹن کی زندگی میں تبدیلی واقع ہوئی تھی، وہ جانتی تھی کہ کیمبرج یونیورسٹی میں اسے کتنا اعزاز حاصل ہوا تھا۔ لیدیا Lydia نے ہنری مارٹن کا ذکر اپنی بہن ایما سے کیا، جو شوہر کے رشتے کے اعتبار سے ہنری مارٹن کے خاندان سے تعلق رکھتی تھی، اس نے اسے بتایا کہ لیدیا Lydia اسے چاہتی ہے۔

ایسٹ انڈیا کمپنی نے ہنری مارٹن کو اتنی تنخواہ دینے کا وعدہ کیا جس سے وہ اپنی بہن سیلی اور اپنی دلہن کا کفیل ہو سکے، ہندوستان سے ڈیوڈ براؤن کا خط اسے موصول ہوا جس میں مذکور تھا کہ وہ شادی کروا کر جلدی ہندوستان پہنچ جائے، ایما کے ذریعے اس نے لیدیا سے خط و کتابت کرنے کی اجازت چاہی لیکن وہ ابھی تک اس انتظار میں تھی کہ اس کا پہلا منگیتر شادی کرے تو ہنری مارٹن سے محبت کا اظہار کرے، لہٰذا لیدیا نے اسے کوئی جواب نہ دیا، ادھر سیموئیل جان شادی میں دیدہ و دانستہ تاخیر کرتا رہا، اس خاموشی سے ہنری مارٹن مایوس ہو گیا اور ریونڈ سیمول کی اس رائے کو کہ مشنری ایسا ہونا چاہیے کہ وہ دنیا کے اعتبار سے مر چکا ہو، پسند کرنے لگا ان دنوں بعض دوست شادی کرنے کا مشورہ دیتے اور بعض مجرد تنہا رہنے کی صلاح دیتے۔

ہندوستان جانے والے جہاز کے روانہ ہونے کا وقت قریب آ گیا، اس نے ایما اور لیدیا کو مسیحی مسافر کی کتاب یادگار کے طور پر دی اور جہاز میں سوار ہونے کے لیے پورٹ ماؤتھ کا رستہ لیا۔

لندن اور کیمبرج سے کئی دوست الوداع کہنے
کے لیے پہلے ہی سے موجود تھے، جہاز کی روانگی
میں تاخیر ہو گئی، ہنری مارٹن ایک مرتبہ پھر ایسا
اور لیڈیا کو ملنے کا رتوال گیا، وہ سبھی ملاقات
کے کمرے میں بیٹھے تھے کہ خادم نے آکر بتایا
جہاز کی روانگی کا اعلان ہو گیا ہے اور ایک گھوڑا
دروازے پر کھڑا ہے تاکہ وہ اس پر سوار ہو کر جلدی
بندرگاہ پر پہنچ جائے، لیڈیا جلدی سے اُٹھ کر
ہنری مارٹن کے ساتھ دروازے تک آئی جدا ہوتے
ہوئے اس نے کہا، "ہندوستان پہنچ کر اگر وہ اس
سے شادی کرنا مناسب سمجھے تو اس کے خط موصول
ہونے پر وہ ہندوستان چلی آئے گی اس نے اپنے
دل کے جذبات جنھیں وہ ابھی نہاں رکھنا چاہتی
تھی، بہ عجلت بیان کر دیے مدوال دوال گھوڑا
ہنری مارٹن کو چند لمحوں میں بندرگاہ پر لے گیا۔

ـــــــــــ

بشپ حسن دہقانی تافتی کا ایک لیکچر

۲۲ - جون سے 18 جولائی تک ادارہ مترجمین
کی کانفرنس مشہد میں ہوتی رہی، اسی دوران ایرانی بشپ
حسن دہقانی تافتی سے ملاقات کا شرف حاصل
ہوا، آپ نے فارسی زبان میں مسیحی ادبیات کے سلسلے
میں کئی کتابیں تصنیف کی ہیں، دُنیا بھر کی کئی کانفرسوں
میں آپ نے کئی مرتبہ سیر حاصل مقالے پڑھے ہیں،
آپ ایک بلند پایہ مسیحی شاعر ہیں، ایرانی گرجا گھر میں
استعمال ہونے والی گیت کی کتاب میں آپ کے کئی
نغمے شامل ہیں، آپ کو ایرانی قومیت پر بڑا ناز ہے
اور ایرانی ادبیات سے بے حد شغف آپ نے ایرانی
تاریخ کا وسیع مطالعہ کیا ہے، چنانچہ ایک شام ایرانی
کلیسیا کی تاریخ پر ایک شام بڑا البصیرت افروز لیکچر
کیا، پھر بشپ موصوف نے مشہد کے پرسبیٹیرین
گرجا گھر میں ایک شام لیکچر کیا جس کا ماحاصل المشیر
کے قارئین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے معلوم
ہو کہ مشہد کے پرسبیٹیرین گرجا گھر کے پاسبان ریونڈ
مرزائی ہیں جو کردستانی ہیں اور قبیلہ گرد کے فرد ہیں
نحمل بر دبار خلیق اور شریف النسان ہیں، دوران گفتگو
انھوں نے مجھے بتایا کہ وہ پاکستان دیکھنے کے بہت
خواہش مند ہیں، جب پاکستانی رفقاء مشہد کو الوداع
کہہ کر مشہد سے طہران بذریعہ ریل پہنچنے کے لیے ریل
کے کمپارٹمنٹ میں بیٹھے تو آپ اپنی کلیسیا کے ایک
دو ایلڈر صاحبان کے ہمراہ پھل کا کریٹ لے کر الوداع
کہنے کے لیے بنفس نفیس پلیٹ فارم پر تشریف لائے
کسی وقت آپ کے ایک لیکچر کا خلاصہ بھی پیش کیا جائے
گا، ۲۱ جولائی ۱۹۷۵ء کی شام بروز اتوار مشہد کے
پرسبیٹیرین گرجا گھر میں مرزائی کردستانی نے عبادت
کا آغاز اپنی دُعا سے کیا، بعد ازاں فارسی زبان میں
گیت گایا گیا، پھر چند ایرانی نوجوانوں نے بڑی پرجوش
دعائیں کیں، فارسی انجیل سے ورد پڑھا گیا، بعد میں
بشپ حسن دہقانی نے فارسی زبان میں لیکچر کیا۔

آپ نے لیکچر کے آغاز میں تمہید کے طور پر
کہا، ہندو پاک کے برصغیر میں مختلف کلیسیائیں متحد و
متفق ہو کر ایک پلیٹ فارم پر آرہی ہیں، موجودہ زمانے
میں کلیسیاؤں کو اتحاد و محبت اور اتفاق و ہم آہنگی کی
اشد ضرورت ہے، ایران کی کلیسیاؤں کو بھی متحد و متفق
ہو جانا چاہیے، وہ کلیسیائیں جن میں اندرونی و بیرونی
جھگڑے اور مخالفین ہیں، دراصل کلیسیا کہلانے کے
مستحق نہیں کیونکہ کلیسیا کی بنیاد تو محبت و اتحاد پر
قائم ہے، جس طرح تمام کائنات میں محبت جاری و ساری
ہے اور محبت کی وجہ ہی سے یہ دُنیا پیدا ہوئی ہے،
اسی طرح محبت کے فیضان سے کلیسیا پیدا ہوئی اور
اور محبت و اتحاد کی وجہ ہی سے یہ قائم و دائم رہے گی،
پس واجب و لازم ہے کہ ایران کی ارمنی سیرین گریگ

آرتھوڈکس پرسبیٹرین اور اسقفی کلیسیائیں باہمی اختلافات مٹا کر ایک ہو جائیں پہلے ہی ہم تعداد میں تھوڑے ہیں، اس تقسیم در تقسیم سے ہماری حیثیت صفر کے برابر ہے، ندیاں آپس میں ملتی ہیں تو بہت بڑا دریا بن جاتی ہیں پھر آپ نے درد کی ایک آیت "تم دنیا کے نمک ہو" کی روشنی میں فرمایا، نمک کی کئی خاصیتیں ہیں، پہلی خاصیت یہ کہ وہ دوسری چیزوں میں حل ہو جاتا ہے، وہ اپنے آپ کو مٹا دیتا اور مفقود معدوم کر دیتا ہے، تاہم وہ اپنے ذائقے کو برقرار رکھتا ہے وہ وہی شکل و صورت اختیار کر لیتا ہے جو شکل و صورت اس شے کی ہوتی ہے جس میں وہ اپنے آپ کو حل کرتا ہے، اگر مسیحی نمک ہیں تو ان پر لازم ہے کہ وہ اپنے آپ کو ہر ماحول ہر معاشرے اور زندگی کی ہر راہ میں تحلیل کریں، وہ ہر تہذیب اپنائیں، ہر ملک میں رہیں، ہر معاشرے کو اختیار کریں، لیکن مسیحی مزاج و طبیعت اور مسیحی اخلاق کو برقرار رکھیں، وہ اپنے ملک و قوم کی ترقی کی خاطر ہر ممکن قربانی کریں اور فلاح و بہبودی کے لیے ہمیشہ کوشش کرتے رہیں۔

نمک کی دوسری خاصیت یہ ہے کہ وہ کھانے کو مزیدار کرتا ہے اگر مسیحی ملکی سیاست و معاشرت اور شعر و ادب اور اخلاقیات میں کوئی دلکشی و رعنائی پیدا کرنے سے قاصر ہیں اور اکثر لوگوں کے مزاج و طبیعت کو اعلیٰ و خوشگوار نہیں بنا سکتے تو وہ مسیحی کہلانے کے مستحق نہیں، ہر کجی کو سیدھا، ہر غلط شے کو صحیح و درست ہر معاشرے کو خوش آئیند اور ہر قباحت کو دور کرنے کا بار ہمارے کندھوں پر رکھا گیا ہے لیکن اگر مسیحی خود ہی کجرو، غلط اور قبیح و معیوب ہوں تو وہ اس نمک کی طرح ہیں، جس کا مزہ جاتا رہا ہو اور جو عنقریب لوگوں کے پاؤں تلے پھینک دیا جائے گا، نمک اگرچہ تھوڑا ہوتا ہے لیکن اپنے سے بڑی چیز کو مزے دار بناتا ہے، لہذا اقلیت میں ہونا بڑی بات نہیں، اقلیت اکثر و بیشتر برکت کا باعث بنتی ہے۔

نمک کی تیسری خاصیت یہ ہے کہ وہ چیزوں کو گلنے سڑنے سے محفوظ رکھتا ہے، وہ جسم انسانی کے زہر کو زائل کرتا ہے، اور صحت کو برقرار رکھتا ہے، مسیحیوں پر اہم ذمہ داری یہ عائد کی گئی ہے کہ وہ دینی و اخلاقی اقدار کو گرنے نہ دیں، روحانی اقدار کو بلند سے بلند تر کرتے چلے جائیں رفاہ عامہ کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں، فرصت کے اوقات میں انہیں چاہیے کہ وہ ہر دیہ و قریہ میں جا کر ناخواندہ اشخاص کو پڑھائیں زمینداروں کو زراعت کے نئے اصولوں سے آگاہ کریں اور دیہاتی لوگوں کو صحت و صفائی کے اصول بتائیں۔

نمک کی چوتھی خاصیت یہ ہے کہ وہ دوسری چیزوں کا جزو بن جاتا ہے مسیحیوں کا فرض ہے کہ وہ اپنی اپنی ملت اور اپنے اپنے ملک کا جزو بن جائیں، وہ غیر ممالک کی امداد کے محتاج نہ ہوں بلکہ اعلیٰ و برتر ذرائع اختیار کر کے خود کفیل ہوں، عہد ماضی میں مشرقی کلیسیائیں اس لیے نقصان اٹھاتی اذیتیں سہتی اور ظلم و تشدد کا شکار ہوتی رہیں کہ وہ اپنے اپنے ملک کا جزو نہ بن سکیں وہ اپنے ملک کے لوگوں سے الگ تھلگ رہیں اپنے آپ کو غیر اور اجنبی تصور کرتی رہیں، وہ ہمیشہ اندر دل میں اور احساس کمتری کا

شکار رہیں، وہ خارجی اور بیرونی امداد کی دست نگر ہیں
وہ اپنی ملت اور اپنے ملک کے لیے کما حقہ مفید اور
کار آمد ثابت نہ ہوئیں، ہماری خوش قسمتی یہ ہے
کہ ایران میں اقلیت کا تصور ختم ہو گیا ہے ہر شخص
خواہ وہ کسی نسل وملت اور مذہب کا ہو ایرانی ہے
پس آؤ ہم اپنے ملک وملت کا جزو وعضو بن جائیں،
اور جو ملکی فریضے ہم پر واجب ولازم ہیں انہیں ادا
کرنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کریں۔

نمک کی پانچویں خاصیت تشنگی (پیاس) پیدا کرنا
ہے مسیحیوں کا فرض ہے کہ وہ اپنی ذات اور اپنے
وجود میں ایسی صفات پیدا کریں کہ دیکھنے والے ان کی
وجہ وعلت معلوم کرنے کے درپے ہو جائیں ہم اپنے
مسیحی مزاج اور مسیحی اخلاق سے لوگوں کے دلوں میں
وہ تڑپ پیدا کریں کہ وہ ذات مسیح اور مسیحیت
کے بارے میں معلومات بہم پہنچانے کے لیے بیقرار
ہو جائیں، ہم اپنے خیالات گفتگو اور کلام میں ایسی
خوبصورتی پیدا کریں کہ عوام مسیحی ادبیات کے مطالعہ
کے مشتاق ہو جائیں ہماری زندگیوں میں دوسروں
کو مسیح چلتا پھرتا نظر آئے اور وہ ہماری مسیحی
طبیعت ومزاج سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں
ہمیں المسیح کی نیکی وخوبصورتی کو پہننا ہے تاکہ لوگ
ہمیں دیکھ کر خدا کی جو آسمان پر ہے
تعریف کریں۔

آخر میں ایک گیت گایا گیا چندہ اٹھایا
گیا، اور دعا سے عبادت ختم ہوئی بشپ موصوف
اور ریورنڈ مرزائی عبادت میں شامل ہونے والوں سے
ملنے کے لیے گرجا کے دروازے پر کھڑے ہو گئے
سب لوگ ان سے مصافحہ کرتے ہوئے گرجا گھر کے
صحن میں آہستہ آہستہ ہوتے گئے، دو تین نوجوان
مشہد کی اس کلیسیا کے ممبر تھے بڑے اشتیاق سے
پاکستانی کلیسیا کے بارے میں معلوم کرنے لگے انھوں
نے بالخصوص پاکستان کے مسیحی نوجوانوں کے بارے
میں پوچھا، کہ وہ کلیسیائی کاموں میں کہاں تک
سرگرم ہیں۔

گلدستۂ اشعار

کیا خاک اہتمامِ بہاراں ہو دوستو !
جو رونقِ چمن تھے چمن سے نکل گئے

باغبانوں سے کہو برق کو الزام نہ دیں،
لوگ خود اپنے نشیمن کو جلا دیتے ہیں،

زمیں پہ آج بھی تاریکیاں مسلّط ہیں
فلک پہ مہرِ درخشاں ہے لوگ کہتے ہیں،

تازہ ہوئے بہار میں پھر زخمہائے دل،
جھونکے نسیمِ صبح کے غنچے کھل گئے،

توڑ دے آکے بس اب قفلِ طلسماتِ جمود
اور مری شامِ تمنا میں احبالا کر دے

پھول تو پھول تھے ہی، مگر نرگس
ہم تو کانٹوں سے پیار کرتے رہے

جو رہزن تھے کبھی مری رہبری کے لیے
بدل کے بھیس وہی بار بار آتے ہیں،

کیسی بہار ہے کہ چمن سے دھواں اُٹھا
ہر شاخِ گل کو آگ لگی دوست کیا کہوں ؟